حافظ محمد ابراہیم فانیؔ
مدرس دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

قطعہ سالِ رحلت

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ماجرا کیا ہو گیا یہ یا الٰہ العالمین
کیا یہ سنتا ہوں مجھے اب بھی نہیں آتا یقیں

اک صفِ ماتم بچھی ہے اس محیطِ ارض پر
"آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین"

کس قدر الجھی ہوئی ہے وادیٔ زلفِ شام
صبح کے چہرے پہ اللہ نور کا غازہ نہیں

گلستانِ دہر پر گویا چلی بادِ سموم
اور بزمِ کہکشاں ہے دیکھ پژمردہ جبیں

قلزمِ حسرت میں ڈوبی ہے یہ ساری کائنات
نالہ ریز و نوحہ زن ہے حسرتا چرخِ بریں

شق گریبانِ جگر ہے دامنِ دل تار تار
ہر طرف ہے شورِ گریہ ہر نفس اندوہ گیں

عالمِ اسلام ہے ماتم کناں با خونِ دل
اف قیامت اک بپا ہے آج بر روئے زمیں

دیکھتا ہوں میں یہاں ہر شے ہے مصروفِ بکا
داستانِ دردِ دل کیسے سناؤں ہم نشیں

آج اس دنیا سے وہ عیسیٰ نفس رخصت ہوا
ذات جس کی تھی فنائے ذاتِ ختم المرسلیں

کر گیا وقفِ یتیمی آہ یہ دارالحدیث
زخمِ دل کا ہو مداوا یہ تو ممکن ہی نہیں

آپ پر تنہا نہیں ٹوٹا یہ کوہِ درد و غم
ہائے مولانا سمیع الحق مدبر بہتریں

کون ہوگا ملتِ بیضا کا ایسا حدی خواں
ہو گئے اب بے سہارا مصطفیٰ کے جانشیں

ہاتفِ غیبی نے مجھ سے یوں کہا سالِ وفات
رو رہا ہے جن پہ تو با خونِ جاں قلبِ حزیں

مل گیا ان کو "مکان" "اعلیٰ" "بجنت" مرحبا
آگئی آوازِ حق یوں "فادخلوها خالدین"
۱۱۱ ۴۵۵ ۱۴۲۲

ہم نشینِ رحمتِ یزداں ہے روحِ پاک او
یہ دلِ ویراں ہے فانیؔ ان کی یادوں کا امیں